مرتب: حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

خاندانی منصوبہ بندی اور افکار حکیم الامۃ امام ولی اللہ الدہلوی رح

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب مدظلہٗ جنہیں خانوادہ ولی اللّٰہی کے علوم و معارف سے خاص شغف ہے کئی اہم کتابیں ان کی تشریح و ترتیب سے شائع ہو چکی ہیں۔ اس مضمون میں خاندانی منصوبہ بندی پر فیلسوف الاسلام امام ولی اللہ دہلوی رح کے محققانہ افکار حضرت مولانا نے پیش کئے ہیں ادارہ "الحق" ان کا ممنون ہے۔ اور آئندہ بھی جیسا کہ حضرت مولانا نے وعدہ فرمایا ہے، ملت مسلمہ کے اہم مسائل پر امام ولی اللہ کے نظریات و افکار پیش فرمانے کی توقع ہے۔ "ادارہ"

خاندانی منصوبہ بندی (FAMILY PLANNING) یا تحدید نسل، ضبط ولادت (BIRTH CONTROL) اور منع حمل وغیرہ خوشنما الفاظ سے موجودہ زمانہ میں جو مالتھوسی نظریات کے تحت یورپ اور ایشیا کے اکثر ممالک میں ایک دستور جاری کیا گیا ہے۔ یورپ کی تقلید میں پاکستان بھی اس نظریہ سے متاثر ہوا ہے۔ اور کچھ عرصہ سے اس نظریہ کو عام کرنے کے لئے سرکاری سطح پر بھی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اس نظریہ کی تائید میں بعض اشخاص اور اداروں نے بڑی کوشش کی ہے کہ اس عمل کو صحیح اور مفید ثابت کیا جائے۔ اور انہوں نے اس کو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جائز اور مباح بلکہ نہایت ہی ضروری عمل قرار دیا ہے۔ علمائے اسلام نے بھی اس کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ اور اس یورپین نظریہ کی پُر زور تردید کی ہے۔

قرآن کریم اور حدیث نبوی اور فقہ اسلامی کی روشنی میں اس مسئلہ پر بہت کچھ کہنے کی گنجائش ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ نظریہ جن جذبات یا خیالات سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ان خیالات کو

۱؎ ادھر یورپ میں ہر حقیقت پسند مبصر اور مفکر طبقہ کی نگاہ میں کثرت آبادی کو سیاسی اہمیت حاصل ہے۔ مشہور مورخ ول ڈورانٹ اور ٹائن بی نے اسے تہذیبی ارتقاء کا اہم سبب قرار دیا ہے۔ پچھلے شمارہ کے اداریہ میں اس مسئلہ کی دفاعی اہمیت پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ ۲؎ انیسویں صدی میں اس تحریک نے انگلستان میں مالتھوسین لیگ کی صورت میں باقاعدہ تنظیمی شکل اختیار کی تھی۔ (سمیع)

بڑی سختی سے ختم کرنے کیلئے قطعی احکام موجود ہیں۔ اور مسلمان بحیثیت مسلم ہونے کے اس کیلئے کوئی چارۂ کار نہیں کہ وہ قرآن کریم، اور پھر سنت رسولؐ، تعامل صحابہؓ کی روشنی میں اس نظریہ کو قطعی طور پر غیر اسلامی قرار دے۔ "تحدید نسل" انسانوں کی خوشحالی کی خاطر اختیار کی جاتی ہے۔ اور آبادی کی کثرت کو وسائل کی قلت کیلئے اقتصادی اور معاشی نقطۂ نگاہ سے متاثر خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں "تحدید نسل" کو ضرور سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر اس کو باقاعدہ معاشی اور اقتصادی منصوبہ بندی کا جزو سمجھ کر ان میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ بات صرف ایک عمل یا کارگزاری نہیں کہ اس کو آسانی سے برداشت کر لیا جائے۔ بلکہ اس کا تعلق اعتقاد اور ایمان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ عمل کے ساتھ۔ جب تک مسلمانوں کے اس اعتقاد جازم کو متزلزل نہ کر دیا جائے، جو انہیں قرآن اور سنت پر ہے۔ تو اس وقت تک ایسے نظریات پر عمل پیرا ہو کر کامیابی حاصل کرنا مشکل ہے۔ قرآن کریم میں اس بارہ میں بالکل واضح اور صریح آیات موجود ہیں۔ جن پر ہر مسلمان کا یقین راسخ ہے۔ مسلمانوں کا پختہ اعتقاد ہے۔ کہ تخلیق، ممات اور رزق تینوں کا بلا شرکت غیرے براہ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے یہ چیزیں اسی کے تسلط اور قبضہ میں ہیں۔ مثلاً:-

۱۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ (اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی) آیت ۶ سورہ ہود۔

۲۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ (اور آسمان میں تمہاری روزی ہے۔ اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔) آیت ۲۲ سورہ ذاریات

۳۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ۔ (کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور ماپ کر دیتا ہے۔

۴۔ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ (کیا کوئی ہے بنانیوالا اللہ کے سوا روزی دیتا ہے تم کو آسمان اور زمین سے) آیت ۳ سورہ فاطر

۵۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ۔ (ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کی زندگانی میں اور بلند کر دئے ان کے درجے بعض کے بعض پر آیت ۳۲ سورہ زخرف۔

ادھر دوسری طرف نسل انسانی کی کثرت اور اس کا پھیلنا زمین پر مطلوب ہے۔ خداوند کریم نے بطور امتنان کے اس کو ایک عظیم نعمت قرار دیا ہے۔ ذَرَأَكُمْ اور يَذْرَؤُكُمْ کے الفاظ

سے اس کو ظاہر کیا ہے۔ خداوند کریم کا منشاء نسلِ انسانی کو زمین پر کثرت سے بکھیرنے اور زیادہ کرنے کی طرف ہے۔ نہ کہ نسل کو کم کرنا اور محدود کرنا۔

پھر قرآن کریم نے مطلق نسل کو خواہ حیوانی نسل ہو یا انسانی نسل ضائع کرنے والے لوگوں کو مفسد قرار دیا ہے۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۰۵ ہے:

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔	اور جب وہ پیٹھ پھیرتا ہے (یا جب حاکم بن جاتا ہے) تو کوشش کرتا ہے زمین پر فساد کرنے کی۔ اور کھیتی اور نسل کو تباہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فساد کو بالکل پسند نہیں کرتا۔

عام مفسرین کرام نے پہلے معنی کو اختیار کیا ہے۔ مگر امام ولی اللہؒ نے دوسرا معنی اختیار کیا ہے چنانچہ "فتح الرحمٰن" میں اسی طرح ترجمہ کیا ہے۔ "چوں ریاست پیدا کند" امام کی تقلید میں آپ کے فرزند ارجمند شاہ رفیع الدینؒ نے بھی دوسرا معنی اختیار کیا ہے۔ وہ اسی طرح معنی کرتے ہیں۔ "اور جب حاکم ہوتا ہے۔"

آیت کے سابق ولاحق میں منافقین کی مذمت ہے۔ اور ان کی فساد انگیزیوں کا ذکر ہے۔ ان کی کارستانیاں یہ ہیں کہ موقع ملے تو یہ مسلمانوں کی کھیتیاں اجاڑتے ہیں۔ فصلوں کو آگ لگا دیتے ہیں۔ جانوروں اور مویشیوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ بعض مفسرین کرام نے ذکر کیا ہے۔ کہ نسل سے مراد انسانی اولاد ہے۔ جیسا کہ صاحب روح المعانی علامہ آلوسیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ قطع نظر اس سے آیت کے عمومی الفاظ سے اتنا معاملہ تو بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔ کہ نسلِ انسانی کو تباہ کرنا فساد فی الارض ہے۔ اور خداوند کریم کو یہ کسی طرح پسند نہیں —— اسی طرح سورۂ انعام آیت ۱۴۰ میں ہے:

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَی اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ۔	بیشک وہ لوگ نقصان اور گھاٹے میں پڑ گئے جنہوں نے اپنی اولادوں کو حماقت اور نادانی سے قتل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نصیب کر رکھا تھا اسے اپنے اوپر حرام کر لیا۔ اللہ پر افتراء باندھتے ہوئے۔ بیشک یہ لوگ گمراہ ہوئے اور یہ راہ پانے والے نہیں۔

آیت کے دوسرے جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو اولاد ان کو ملنے والی ہو۔ اسے اپنے اوپر حرام قرار دے دیتے ہیں۔ منع حمل وغیرہ کے بارہ میں اس آیت کا اشارہ نمایاں ہے۔ اس قسم کے ملعون قوانین خواہ کتنے ہی خوشنما الفاظ سے اور رنگین عبارتوں سے انہیں ظاہر کیا جائے۔ اس آیت کے نیچے

داخل ہوجاتے ہیں۔ اور آیت کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس طرح کے قوانین خود ساختہ ہیں "افتراء علی اللّٰہ" اور یہ لوگ گمراہ ہیں۔ ان کے پاس کوئی معقول دلیل، صحیح نظریہ حیات، اور قابل عمل فلسفہ نہیں بلکہ محض شیطانی خیالات ہیں جن کے پیچھے یہ جاتے ہیں۔ انسانی روزی کا مالک یہ اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ خالق کائنات خود اس کی منصوبہ بندی کرتا ہے۔ اور وہ ہی اس کا ذمہ دار ہے۔

اسی طرح "اعراف" آیت ۸۶ میں اللّٰہ تعالیٰ نے قوم شعیب کے ذکر میں آبادی کی کثرت کو بطور امتنان کے ذکر فرمایا ہے: وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ۔ (اور وہ وقت یاد کرو جب تم تھوڑے سے پھر خدا تعالیٰ نے تمہیں تعداد میں زیادہ کردیا۔)

"سورۃ انفال" آیت ۲۶ میں خود مسلمانوں سے خطاب فرمایا ہے:

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ط۔

اور یاد کرو اس حالت کو جبکہ تم بہت تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لیں۔ پھر خدا نے تمہیں جگہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید کی اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی عطا کی تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

اس آیت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ قلت آبادی اور تعداد کی کمی سے ہر وقت خطرات کا سامنا رہتا ہے۔ خواہ دشمن کا مقابلہ ہو یا دوسری حالتیں ہوں۔ آبادی کی کثرت ہی بہت سے معاملات میں فیصلہ کن ثابت ہوسکتی ہے۔ اس کے برعکس قلت آبادی ہمیشہ مقہور و مغلوب اور ایک قسم کی غلامانہ ذہنیت کا شکار ہوکر ہر وقت خطروں کا شکار رہتی ہے۔

خیر یہاں ہم اس زاویہ سے کچھ عرض نہیں کرنا چاہتے۔ یہاں تو مقصد صرف یہ ہے۔ کہ اس نظریہ کے بارہ میں امام ولی اللّٰہ دہلویؒ کے افکار پیش کئے جائیں۔ صرف تمہید کے طور پر یہ چند جملے ہم نے لکھ دیئے۔ تاکہ غور و فکر کرنے والے حضرات اچھی طرح اس مسئلہ کے بارہ میں سوچیں۔

حضرت حکیم الامۃ امام ولی اللّٰہ دہلویؒ اپنی مشہور کتاب "حجۃ اللّٰہ البالغہ" کے ایک باب میں فرماتے ہیں۔ "جان لو کہ جب اللّٰہ تعالیٰ نے انسان کو مدنی الطبع (تمدن پسند) بنایا اور اللّٰہ تعالیٰ کا ارادہ نوع انسان کے بقاء کے ساتھ بذریعہ توالد و تناسل متعلق ہوا تو ضروری ٹھہرا کہ شریعت حصول نسل کیلئے مؤکد طور پر رغبت دلائے اور قطع نسل سے منع کرے اور ان تمام اسباب سے

شدید طور پہ منع کر دے جو قطع نسل کی طرف لے جانے والے ہوں۔ حصولِ نسل کا سب سے بڑا سبب جس کی وجہ سے نسلِ انسانی وجود میں آتی ہے۔ اور وہ حصول نفس نسل پر انسانوں کو برانگیختہ کرنے والا ہے۔ وہ سبب "شہوت فرج" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو انسانوں پر مسلط کر دیا ہے۔ اب یہ شہوانی جذبہ انسانوں کو مغلوب کر دیتا ہے۔ اور اس پر اس طرح چھا جاتا ہے کہ اس کو نسل کی تلاش میں دبا کر مقہور و مغلوب کر دیتا ہے۔ خواہ انسان اسے چاہیں یا نہ چاہیں۔ اب اگر اس طرح رسم جاری ہو جائے کہ لوگ اغلام کے ذریعے ہی شہوت رانی کرنے لگ جائیں۔ تو یہ رسم اللہ تعالیٰ کے جاری کئے ہوئے قانون میں تبدیلی اور تغیر ہو گا۔ اس لئے کہ وہ چیز جو انسانوں پر مسلط کی گئی تھی۔ تاکہ مقصود حاصل کرنے میں تعاون ہو یہ طریقہ اس سے مانع ہو گا ——— اور اس سلسلہ میں نہایت بری اور قبیح چیز یہ ہو گی کہ لڑکوں سے اغلام کرنا شروع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں دو طرفہ اللہ کی پیدائش میں تبدیلی لازم آتی ہے۔ اور مردوں کا زنانہ پن اختیار کر لینا برے خصائل کے سلسلہ میں نہایت بدترین اور قبیح خصلت ہے۔

اسی طرح دیگر اسباب انقطاع نسل بھی قبیح ہیں۔ چنانچہ امام ولی اللہؒ نہایت ہی صراحت سے فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ جَرَيَانُ الرَّسْمِ بِقَطْعِ أَعْضَاءِ النَّسْلِ وَاسْتِعْمَالِ الْاَدْوِيَةِ الْقَامِعَةِ لِلْبَاءَةِ وَالتَّبَتُّلِ وَغَيْرِهَا تَغْيِيرٌ لِخَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَنَهَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ كُلِّ ذٰلِكَ (باب آداب المباشرة)	اور اسی طرح اعضاء تناسل کو قطع کرنے کا طریقہ جاری کرنا۔ اور ان ادویہ کو استعمال کرنا جو قوت باہ کو قطع کرتی ہیں۔ اور اسیطرح ترکِ دنیا (رہبانیت اور ترکِ نکاح) وغیرہ یہ سب اللہ کی پیدائش کو تبدیل کرنا ہے۔ اور نسل کی طلب کو ترک کرنا ہے۔ اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے ان کے ادبار میں جماع نہ کرو۔ جو شخص عورت کی دُبر میں جماع کرے وہ ملعون ہے۔ اور اسی طرح خصی بننے سے اور ترکِ دنیا (رہبانیت) اور بے کار ہونے سے بھی آپ نے منع فرمایا۔ جس کا ذکر بکثرت احادیث میں موجود ہے۔ اس کے بعد اسی باب میں امام ولی اللہؒ عزل والی حدیث کا ذکر کر کے اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں عزل کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ قطعی طور پر

اُسے حرام نہیں کہا گیا اور اس کا سبب یہ ہے۔ کہ مصالح مختلف ہوتے ہیں۔ (انسانوں کی مصلحتیں مختلف ہوتی ہیں۔)

پس لونڈی کے بارہ میں اس کے مالک کی ذاتی مصلحت اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عزل کرے (کیونکہ لونڈی کے حاملہ ہوجانے اور پھر اولاد پیدا ہونے کی صورت میں وہ لونڈی اپنے مالک کی خدمت نہیں کرسکے گی۔ اس لئے عزل مناسب ہوگا۔) اور نوعی مصلحت یہ چاہتی ہے۔ کہ یہ عزل نہ کرے تاکہ کثرت سے اولاد پیدا ہو۔ اور نسل قائم رہے۔

امام ولی اللہؒ اس سلسلہ میں ایک ضابطہ بیان کرتے ہیں۔ جو نہایت ہی قابلِ قدر ہے۔ فرماتے ہیں:

وَالنَّظَرُ اِلَى الْمَصْلَحَةِ النَّوْعِيَّةِ اَرْجَحُ	اور مصلحت نوعی کا لحاظ کرنا اللہ تعالیٰ کے
مِنَ النَّظَرِ اِلَى الْمَصْلَحَةِ الشَّخْصِيَّةِ	عام احکام شرعیہ اور احکام تکوینیہ میں
فِیْ عَامَّةِ اَحْكَامِ التَّشْرِيْعِيَّةِ وَالتَّكْوِيْنِيَّةِ	زیادہ راجح ہے بہ نسبت مصلحت شخصی کے۔

"حجۃ اللہ البالغہ" باب تدبیر المنزل میں حدیث تزوجوا الولود الودود فانی مکاثر بکم الامم۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نکاح کرو ایسی عورتوں سے جو محبت کرنے والی اور کثرت سے اولاد جننے والی ہوں۔) پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تَوَادُّ الزَّوْجَيْنِ بِهٖ تَتِمُّ الْمَصْلَحَةُ	یعنی بیوی خاوند کا آپس میں محبت کرنا یہ وہ
الْمَنْزِلِيَّةُ وَكَثْرَةُ النَّسْلِ بِهَا	چیز ہے جس سے مصلحت "منزلیہ" پوری
تَتِمُّ الْمَصْلَحَةُ الْمَدَنِيَّةُ وَالْمِلِّيَّةُ۔	ہوتی ہے اور کثرتِ نسل سے مصلحت مدنیہ
	اور مصلحت ملیہ پوری اور کامل ہوتی ہے۔

اسی طرح حجۃ اللہ البالغہ کے ایک دوسرے باب میں امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

"خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ تاکہ وہ لوگوں کے سامنے ان چیزوں کو اچھی طرح بیان کردیں جو سلسلہ عبادات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بذریعہ وحی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ تاکہ انہیں لوگ سے لیں۔ اور اسی طرح گناہ اور آثام کے قبیلے کی چیزیں بھی بیان کردی گئی ہیں۔ تاکہ لوگ ان سے اجتناب کریں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جن ارتفاقات کو لوگوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔ وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادئے ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں اختیار کرلیں۔ اور انہیں اپنا کر ان کی اقتدا کریں۔"

اس سلسلہ میں شریعت کے بہت سے اصول و قوانین ہیں۔ انہیں اصولوں میں سے ایک

اصل (قانون) یہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا دستور قدرت اسی طرح جاری کیا ہے۔ کہ اسباب (علل) کا سلسلہ اس نے قائم فرما دیا ہے۔ تاکہ وہ مسببات (اور معلول) تک پہنچاتے رہیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور رحمت تامہ سے جو مصلحت مقصود ہے وہ پوری ہو کر رہے، تو اس کا اقتضایہ ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو تبدیل نہ کیا جائے۔ ان کے اندر تبدیلی خلاف مصلحت، شر اور فساد فی الارض ہے۔ چنانچہ امام ولی اللہؒ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

اِقْتَضٰی ذٰلِکَ اَنْ یَکُوْنَ تَغْیِیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ شَرًّا وَسَعْیًا فِی الْاِفْسَادِ وَسَبَبًا لِتَرَشُّحِ اللَّعْنَۃِ عَلَیْہِ مِنَ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی۔

اقتضا یہ ہوا کہ خلق اللہ میں تغییر شر ہوگا۔ اور زمین پر فساد پھیلانے کی کوشش ہوگی۔ اور یہ سبب ہوگا۔ کہ ملاء اعلیٰ کی طرف سے ایسے شخص پر نفرت (لعنت) کا ترشح (نزول) ہو۔

اس تمہید کے بعد امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں:۔ جب اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کو اسطرح پیدا کیا ہے کہ اس کی پیدائش اس طرح نہیں ہوتی جس طرح دیگر کیڑے مکوڑوں کی پیدائش زمین سے ہوتی ہے (بلکہ توالد و تناسل کے ذریعہ انسان وجود میں آتے ہیں۔) اور اللہ تعالیٰ کی حکمت چاہتی ہے کہ نوع انسانی (زمین پر) باقی رہے۔ (صرف اس کا بقاء ہی نہیں) بلکہ اس کے افراد زیادہ سے زیادہ خوب پھلیں پھولیں اور عالم میں ان کا انتشار اور کثرت ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قوائے تناسل انسان میں رکھ دئے، اور ان کو ترغیب دی کہ وہ نسل طلب کریں۔ اور غلبۂ شہوت ان پر مسلط کر دیا۔ تاکہ اسطرح اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا کر دے جس کو اس کی حکمت بالغہ چاہتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس راز سے آگاہ فرما دیا۔ اور آپ پر حقیقت حال روشن کر دی۔ تو اس کا تقاضا تھا۔ کہ اس راستہ (بقاء اور انتشار نسل انسانی) کو قطع کرنے سے منع کیا جائے۔ اور اسی طرح ان قوتوں کو مہمل چھوڑ دینے سے بھی روک دیا جائے جو اس امر مطلوب (انتشار نسل) کا تقاضا کرتی ہیں، اسی طرح ان قوتوں کو بے محل صرف کرنے سے بھی منع کیا جائے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی ہونے سے شدت کے ساتھ منع کر دیا۔ اور لواطت کو ملعون فعل قرار دیا۔ اور عزل کو بھی ناپسند فرمایا۔

خوب اچھی طرح جان لو کہ نوع انسان کے افراد کا مزاج جب صحیح سلامت ہو۔ اور ان کا مادہ (جسمانی ساخت) نوعی احکام ان کے افراد پر جاری کرنے سے مانع نہ ہو۔ اور یہ اسطرح کہ افراد انسانی کو جو ہیئت وصورت یا خصوصیت عطا کی گئی ہے۔ جیسے مستقیم القامۃ ہونا اور ظاہری

جلد کا نمایاں ہونا (اور اسی طرح ناطق ہونا) اس پر انسان پورے اتریں۔ نوع انسانی کی اس حیثیت و خصوصیت) کو سب جانتے ہیں۔ اور جب انسان اس کے مطابق پورے اتریں تو نوعی احکام جاری ہوں گے۔ اور یہی انسان کے افراد کا نوعی حکم اور اس کا مقتضا اور اثر ہے اس کے افراد میں۔

اور ادھر مقام عالی (حظیرۃ القدس) میں اس بات کی طلب اور تقاضا پایا جاتا ہے کہ انواع باقی رہیں اور ان انواع کے اشباح (اشکال و افراد) زمین پر پائے جائیں۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور پھر (کچھ عرصہ کے بعد جب لوگ پوری طرح کتوں سے متنفر ہوگئے۔ کتوں کے ساتھ غیر فطری لگاؤ اور محبت جو جاہلیت کے زمانہ میں لوگوں کے اندر پائی جاتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہی ختم کرنا چاہتے تھے) آپ نے ان کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔ اور یہ فرمایا کہ "یہ کتے بھی امتوں میں سے ایک امت ہیں" یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ایک نوع ہیں اور ان کی نوع کا تقاضا اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ باقی رہیں۔ اب ان کے اشباح اور افراد کا زمین سے مٹا دینا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔ اور یہی نوعی اقتضا اس طرف لے جاتا ہے کہ افراد میں نوعی احکام پائے جائیں، لیں ـــ

فمناقضۃ هذا الاقتضاء والسعی — اب اس نوعی اقتضاء کا مقابلہ کرنا اور

فی ردہ قبیح منافرۃ للمصلحۃ الکلیۃ — اس کو رد کرنے کی کوشش کرنا نہایت

ہی قبیح ہے اور مصلحت کلیہ کے بالکل خلاف ہے۔

اور اسی قاعدہ (قانون) سے یہ حکم بھی نکالا جاتا ہے۔ کہ انسان کے جسم میں ایسا تغیر کرنا جو نوعی حکم کے خلاف ہو جیسے خصی کرنا یا مصنوعی خوبصورتی حاصل کرنے کیلئے دانتوں کو تراش کر ان میں فاصلہ بنانا۔ یا چہرے کے بالوں کو اکھاڑنا۔ ناجائز اور قبیح ہے۔ (ایسا کرنے والوں کے متعلق حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔) البتہ سرمہ لگانا۔ یا بالوں میں کنگھی پھیرنا یہ نوعی احکام جو مقصود ہیں ان کے ظہور کے لئے اعانت ہے۔ اور نوعی احکام کی موافقت ہے نہ کہ مخالفت ـــ

"حجۃ اللہ البالغہ" کے باب اللباس والزینۃ میں امام ولی اللہؒ نے حدیث لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔ اور اسی طرح ایسی عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردوں سے مشابہت پیدا کرتی ہیں۔) پر بحث کرتے ہوئے یہی

ثابت کیا ہے کہ مرد اور عورت ہر ایک کا اپنے اپنے فطری اور طبعی اقتضاء کے تحت رہنا ہی حکمت الٰہی میں مطلوب ہے اس سے باہر نکلنا بڑے نتائج پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ حکیمانہ طریق پر فرماتے ہیں:

الاصل فی ذالک ان اللہ تعالیٰ خلق	اصل بات اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
کل نوع وصنف مقتضیاً لظہور	ہر نوع اور ہر صنف کو اس طرح پیدا کیا ہے
احکام فی البدن۔ کالرجال تلتحی	کہ وہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ اس کے احکام
وکالنساء لیصغین الیٰ نوع من الطرب	بدن میں ظاہر ہوں جیسا کہ مردوں میں ڈاڑھی
والخفۃ۔ فاقتضاءھا للاحکام لمعنی	کا ظاہر ہونا۔ اور عورتوں کا ایک قسم کی خفت
فی المبدء ہو بعینہ کراھیۃ	اور خوشی کی طرف میلان کرنا۔ اب ان
اضدادھا۔	انواع و اصناف کا احکام کو چاہنا اور تقاضا

کرنا اس معنی کے بنے جو ان کے مبادء میں پایا جاتا ہے۔ بعینہٖ یہی تقاضا ان احکام کی اضداد کی کراہت کو چاہتا ہے۔

ولذلک کان المرضی بقاء کل نوع	اور اسی لئے (حکمت الٰہی میں) پسندیدہ
وصنف علیٰ ما تقتضیہ فطرتہ،	بات یہ ہے کہ ہر ایک نوع اور صنف
وکان تغییر خلق اللہ سبباً للعن۔	اسی حالت میں باقی رہے جس کو اس کی

فطرت چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو تبدیل کرنا لعنت کا سبب بن جائے گا۔

ولذلک کرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	اسی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑی
انزاء الحمیر لتحصیل البغال۔	کے ساتھ گدھے کی جفتی کرانے کو ناپسند فرمایا ہے۔
فمن الزینۃ ما یکون کالتقویۃ	اب زینت کے سلسلہ میں بعض قسم کی زینتیں
لفعل الطبیعۃ والتوطیۃ لسہ،	تو وہ ہیں جو طبیعت اور فطرت کی تقویت
والتمشیۃ ایاہ کالکحل والترجل	کا سبب بنتی ہیں اور طبیعت اور فطرت
وھو محبوب۔	کو نکھارنے کے لئے راہ ہموار کرتی ہیں۔

اور اس کو اس پر چلاتی ہیں۔ جیسے سرمہ لگانا، کنگھی کرنا، یہ چیزیں محبوب اور پسندیدہ ہیں۔

ومنھا ما یکون کالمباین لفعلھا	اور بعض زینتیں وہ ہیں جو طبیعت اور
کاختیار الانسان ھیئۃ الدواب د	فطرت کے فعل کے بالکل خلاف ہمباین

(باقی صفحہ ۳۲ پر)